پیکرِ حسن ابنِ صفی سے ملاقات

مشتاق احمد قریشی

ابنِ صفی سے نمبر کی تیاری یوں تو دو ماہ قبل ہی شروع ہوگئی تھی لیکن آخری دنوں میں کام اتنا بڑھ گیا کہ اپنا بھی ہوش نہ رہا۔ ابنِ صفی میگزین کا ایڈیٹر اظہر کلیم میرا پرانا اور وفادار ساتھی ہے۔ ابنِ صفی اسے بہت چاہتے تھے اور اکثر مجھ سے کہا کرتے تھے کہ 'مشتاق میاں اظہر کا خیال رکھا کرو'۔ میں ان دنوں سوچا کرتا تھا بلکہ آج بھی سوچتا ہوں کہ جو شخص خود بے پناہ خیال رکھنے والا ہے، اس کا خیال رکھنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اب یہی دیکھ لیجیے کہ مسلسل ایک ماہ سے میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا تھا کہ 'ابنِ صفی نمبر' کے لیے بیگم سلمیٰ ابنِ صفی اور ابنِ صفی صاحب کے برادرِ نسبتی جناب مبین احسن کے انٹرویو ہر حال میں لیے جائیں۔ ان کے بغیر نمبر مکمل نہیں ہوگا۔ میں کاروباری مصروفیات اور اپنی اہلیہ کی ناسازیٔ طبیعت کے باعث کہیں آجا نہیں سکتا تھا لیکن کل اظہر کلیم نے مجھے وارننگ دے دی تھی کہ انٹرویو لیے بغیر دفتر میں نہ گھسوں، اس لیے آج ۱۰ جولائی کو میں جلتی ہوئی دوپہر میں، محترم ابنِ صفی کے گھر واقع ناظم آباد پہنچا تو

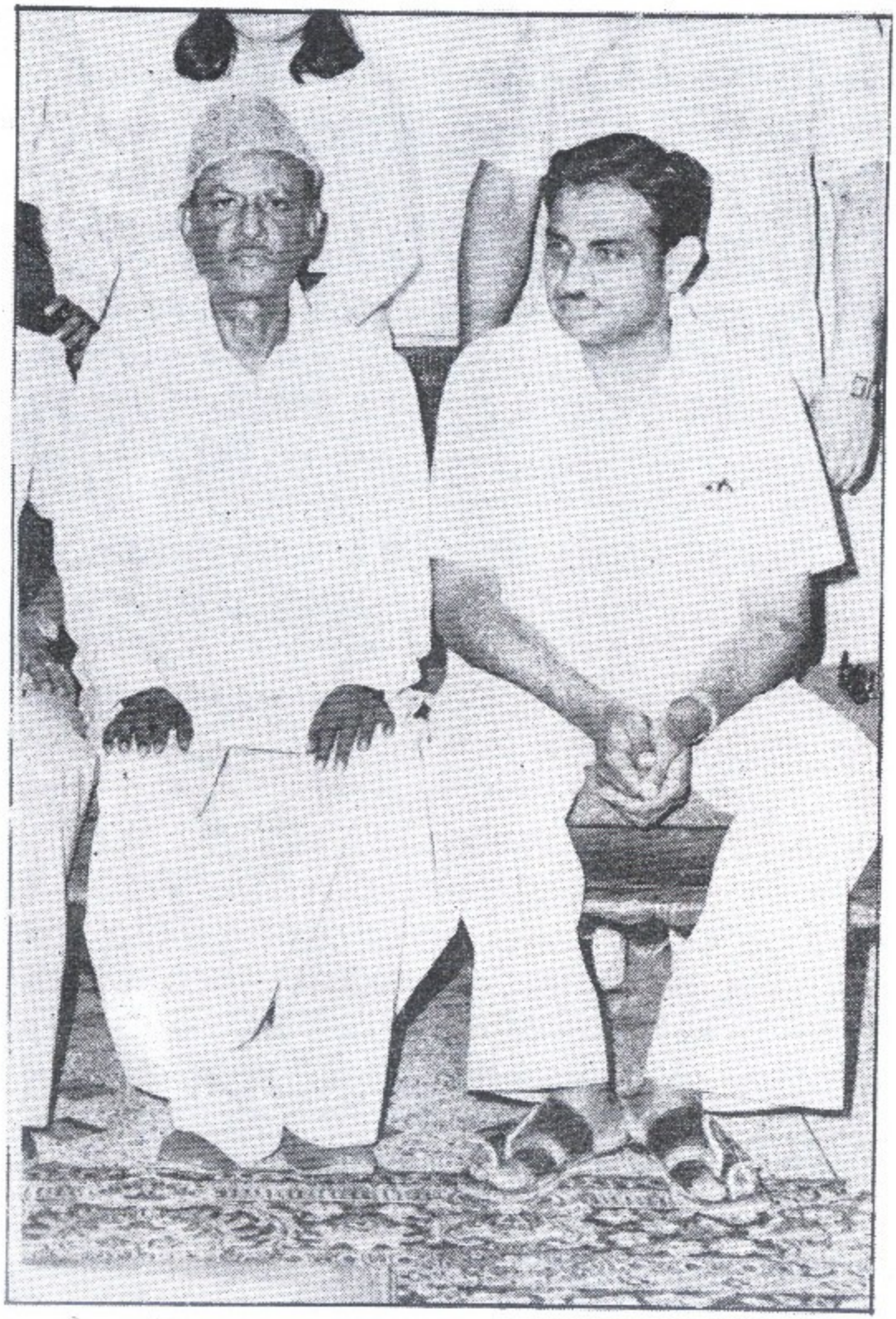

حسب معمول احمد صفی نے میرا استقبال کیا اور مجھے لے جا کر کمرۂ نشست میں بٹھا دیا۔ برخوردار ابرار صفی آئے تو علیک سلیک کے بعد میں نے اپنی آمد کا مقصد بتایا۔ انہوں نے اپنی والدہ محترمہ سے میری خواہش کا اظہار کیا تو وہ کمرۂ نشست سے ملحق کمرے میں تشریف لے آئیں اور ابرار کو آواز دے کر اپنی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے بعد سلام مدعا بیان کیا تو اُن کی پُر شفقت آواز میرے کانوں میں رس گھول گئی۔

"آپ، ان کے مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ اس لیے میں آپ کی دل سے عزت کرتی ہوں۔ آپ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں پوچھ لیجئے۔ میں حاضر ہوں۔"

ان کے لہجے میں وہی انکسار تھا جو محترم ابن صفی کے لہجے میں پایا جاتا تھا۔ یہ انکسار ہی ان کی عظمت کا مظہر ہے۔ شدّتِ عقیدت سے میرا دل تیزی سے دھڑک اُٹھا۔ میں نے پہلا سوال کیا۔

"۲۶ جولائی کو محترم ابنِ صفی کی پہلی برسی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے جذبات کیا ہیں؟"

"ایک سال گزر گیا۔ گزارتے ہوئے یہ سال پوری ایک صدی پر محیط محسوس ہوا تھا لیکن اب یوں لگتا ہے جیسے کل ہی کی بات ہو۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے یہ حادثہ ابھی ابھی پیش آیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ 'اُن' پر جو نمبر شائع کر رہے ہیں، وہ معیاری اور جامع ہو۔"

"ابنِ صفی صاحب سے آپ کی رفاقت کتنے عرصے رہی؟"

"یہ تو ابدی رفاقت کا رشتہ ہے، مشتاق میاں!... لیکن دُنیاوی اعتبار سے آپ ستائیس سال کہہ سکتے ہیں۔"

"آپ نے محترم ابنِ صفی کی کتنی تحریروں کا مطالعہ کیا ہے؟ ساری تحریریں پڑھی ہیں یا کچھ باقی ہیں؟"

"میں نے ان کی ایک ایک سطر پڑھی ہے۔ الحمد للہ مجھے ان کی تحریر کی اتنی پہچان ہے کہ آپ کتنی ہی مختلف تحریروں میں ان کا کوئی جُملہ ملا کر میرے سامنے رکھ دیں تو بھی میں اسے شناخت کر لوں گی۔"

"آپ نے ان کی تحریروں کو اس وقت بھی پڑھا ہوگا جب آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ ان کے فن میں نکھار شادی کے بعد آیا... یا شادی سے پہلے ہی ان کا فن نکھرا ہوا تھا؟"

"اسرار صاحب کی تحریریں میں شادی سے قبل "نگہت" میں پڑھتی رہی ہوں۔ ابنِ صفی رشتے میں میرے پھوپھا کے صاحبزادے بھی تھے۔ اتنی قریبی عزیز داری کی وجہ سے ان کے گھرانے سے ہمارا تعلق خاصا گہرا تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ پیدائشی فن کار تھے۔ بقول ان کے والد صاحب (جن کو ہم سب ابا پکارتے تھے) کے، اسرار قلم لے کر پیدا ہوئے تھے۔ حالات و واقعات کی تپش اور شدّت سے ان کی تحریر میں پختگی آتی گئی۔"

یہ طویل جواب دیتے ہوئے وہ خاموش ہوگئیں جیسے ماضی کی کسی گہری سوچ میں کھو گئی ہوں... پھر خود ہی چونک کر بولیں

"جی... آپ کچھ پوچھ رہے تھے؟"

"آپ ان کی تحریروں میں کس حد تک معاونت کیا کرتی تھیں؟ کیا ناول لکھنے سے پہلے وہ کبھی آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے؟"

"ایسا کبھی نہیں ہوا۔ وہ از خود لکھتے تھے۔ اگر لکھنے کے دوران میں کبھی کوئی اُلجھن ہوتی تو وہ لکھنا ترک کر کے اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو جاتے۔ بعض اوقات باتوں کے دوران میں ان کا لکھنا بھی جاری رہتا۔ اگر کبھی لکھتے وقت کوئی دشواری پیش آجاتی تو مسودے کے کنارے، لاشعوری طور پر کوئی چہرہ، آنکھ یا ناک کی تصویر بنایا کرتے۔ جب ان کا ذہن کہانی کی طرف مائل ہوتا تو پھر لکھنا شروع کر دیتے۔ وہ آنکھ، ناک یا چہرہ نامکمل ہی رہتا۔

"کبھی انہوں نے کوئی ناول شروع کرنے سے قبل آپ سے مشورہ کیا یا آپ کے مشورے پر کوئی ناول تحریر کیا؟"

"نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہاں البتہ 'آدمی کی جڑیں' کے متعلق تبادلہ خیال کرتے تھے لیکن بدقسمتی سے وہ مکمل نہ ہو سکا۔ میری شدید خواہش تھی کہ وہ مکمل ہو جاتا۔"

"کیا آپ نے کبھی ان کی ناول نویسی یا شاعری پر کوئی اعتراض کیا جو آپ کو ناگوار گزری ہو؟"

"ناول نویسی پر مجھے کبھی اعتراض نہیں ہوا کیونکہ مجھے خود بے حد شوق تھا کہ جاسوسی دنیا یا عمران سیریز کا ناول مکمل ہو تو پڑھنے کو ملے... رہا شاعری کا مسئلہ تو شاعر ہر قسم کی بات

کہتا ہے۔ وہ جیسا محسوس کرتا ہے، ویسا ہی اپنے کلام میں اظہار کرتا ہے۔ اس لیے مجھے ان کی شاعری پر کبھی اعتراض نہیں ہوا۔"

"یہ بتائیں کہ اُنہیں آپ نے بحیثیت شوہر کیسا پایا اور یہ بھی کہ بچّوں کے لیے وہ کیسے باپ تھے۔ شفیق، جابر، یا بے پروا؟"

میرے اس سوال پر وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئیں۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ذرا بھرائی ہوئی آواز میں گویا ہوئیں۔ شاید میرے سوال نے محترم ابنِ صفی کی کمی کا احساس شدید کر دیا تھا۔

"میرے خیال میں ابنِ صفی صاحب نہ صرف ایک بہترین شوہر تھے بلکہ بچّوں کے آئیڈیل باپ بھی تھے۔ تمام بچّے ان سے خوب کھل کر محبت سے بات کیا کرتے تھے بالکل دوستوں کی مانند۔ وہ بڑی محبت اور توجہ سے ہر ایک کی باتیں سُنا کرتے تھے۔"

"کبھی کسی مسئلے پر اُن سے اختلاف رائے بھی رہا ہوگا؟"

"چھوٹی موٹی باتیں تو ہر گھر میں ہوتی رہتی ہیں۔ میرے خیال میں چھوٹے موٹے جھگڑے، محبت و یگانگت کی علامت ہوتے ہیں۔"

"ابنِ صفی صاحب کا اپنے والدین کے ساتھ سلوک کیسا رہا؟"

"وہ اپنے والدین کے نہایت فرمانبردار بیٹے تھے، اور اکلوتے ہونے کے ناتے بہت ہی زیادہ چہیتے بھی تھے اس کے باوجود والدین کے معاملے میں وہ بے حد ذمے دار تھے۔

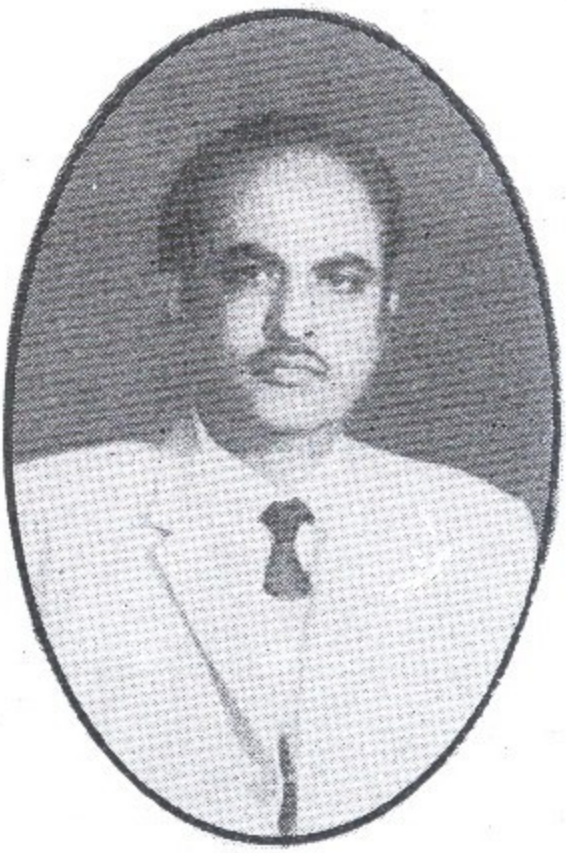

والد کے انتقال کے بعد والدہ کا بہت ہی زیادہ خیال رکھتے تھے۔"

"ابنِ صفی صاحب کا اپنے دیگر عزیز و اقارب سے سلوک کیسا تھا؟"

"جس طرح وہ اپنے قارئین میں بحیثیت ایک مصنف و شاعر کے مقبول تھے اسی طرح خاندان بھر میں وہ ایک ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ میری تمام بہنیں اور بھائی انہیں بہت عزیز رکھتے تھے۔"

"ابن صفی صاحب اکثر آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ آپ بچوں کے لیے ایک مثالی ماں ہیں اور بچوں کی ذمے داریوں سے انہیں آزاد کر رکھا ہے۔ کیا واقعی آپ نے بچوں کی طرف سے انہیں آزاد کر رکھا تھا؟"

"مصنف اور شاعر ایک حساس دل کا مالک ہوتا ہے اس لیے میں گھریلو ذمے داریوں کو زیادہ تر اپنی ذات تک محدود رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ جہاں تک میرے مثالی ماں ہونے کا تعلق ہے تو ایک مشرقی عورت کی حیثیت سے میں بھرپور کوشش کر رہی ہوں کہ میرے بچے معاشرے کے بہترین افراد بنیں اور اپنے والد کی طرح ملک و قوم کا بہترین سرمایہ ثابت ہوں۔"

"صفی صاحب کے بعد بچوں کی ذمے داری آپ پر آن پڑی ہے اس سلسلے میں آپ کو کسی قسم کی دشواری یا کوئی الجھن تو درپیش نہیں؟"

"ظاہر ہے! ان کی غیر موجودگی سے شدید الجھن اور دشواری محسوس ہوتی ہے گو کہ بچے سمجھ دار ہیں پھر بھی بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ میں اکثر پریشان ہو جاتی ہوں۔ ان کی موجودگی میرے اور بچوں کے لیے بہت بڑا سہارا تھی میں مطمئن رہتی تھی، چاہے وہ کسی معاملے میں مداخلت کریں یا نہ کریں۔"

"آپ نے بحیثیت بیوی کے انہیں انتہائی قریب سے دیکھا۔ کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گی کہ اُن کی تحریر اور شخصیت میں کس قدر تضاد تھا؟"

"وہ اپنا کام آپ کرنا پسند کرتے تھے۔ ہر دکھ و پریشانی کے وقت لوگوں کے کام آنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ بعض اوقات ایسے معاملات میں وہ دھوکا بھی کھا جاتے اور خاصا نقصان اٹھاتے تھے۔ جب کوئی بات ان کی طبیعت کے خلاف ہو جاتی تو وہ اُسے اللہ کی رضا جان کر صبر کر لیا کرتے تھے۔ وہ اس بات سے خاصے دل برداشتہ ہوتے تھے جب لوگ ان کے نام کو مختلف انداز میں ناجائز استعمال کرتے... یا ان کے ملتے جلتے ناموں سے ناولیں لکھتے۔ بعض دفعہ ان کا کوئی نقال اپنے ضمیر کے بوجھ سے مجبور ہو کر ان کے پاس آتا تو وہ خلوصِ دل سے اُسے معاف بھی کر دیتے تھے۔ اپنی تحریروں میں انہوں نے جتنے اچھے اور مثالی کردار پیش کیے ہیں، ان میں سے بیشتر اچھی عادتیں خود ان میں بھی پائی جاتی تھیں۔ شاید اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ تحریر شخصیت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔"

آپ کو ابنِ صفی کی کون سی تحریر سب سے زیادہ پسند ہے؟

"یوں تو مجھے ان کی تمام تحریریں بے حد پسند ہیں۔ خاص کر ناول تو سارے ہی بے مثال ہیں۔ ہاں! غزلوں میں ان کی فلمی غزل ؎

بن گئی بات... غبارِ کارواں ہے اور میں ہوں

اور ان کی دوسری غزل ؎

اپنی ذات سے عشق ہے سچا... باقی سب افسانے ہیں

مجھے یہ دونوں غزلیں بے حد پسند ہیں۔

ابھی بات یہیں تک پہنچی تھی کہ جمعے کی نماز کے لیے مؤذن نے صدائے اذان بلند کی۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے، آپ سے بہت کم باتیں کرنے کا موقع ملا۔ بہرحال، انشاءاللہ کسی وقت تفصیلی انٹرویو کے لیے حاضر ہوں گا۔"

میں ان سے اجازت لے کر باہر آگیا۔ دفتر پہنچے اور پھر نماز کی جلدی تھی اس لیے انٹرویو بے حد مختصر رہا... لیکن مطمئن تھا۔ ایڈیٹر صاحب کی غصیلی نگاہ سے تو محفوظ رہوں گا۔ دیکھ لیجیے، پبلشر ہونے کے باوجود ایڈیٹر سے ڈرتا ہوں.... وہ جو محترم ابنِ صفی صاحب نے کہا تھا۔ "مشتاق میاں! اظہر کا خیال رکھا کرو۔"... اور بھلا کیا خیال رکھوں؟